

مولانا ابوالحسن حقانی
مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا قاضی فضل منان حقانی عمرزئی کی رحلت

قطرہ الرجال کے اس دور میں اکابر علماء ایک ایک کر کے بڑی تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں۔ افسوس کہ دارالعلوم حقانیہ کے تاسیسی دور کے طالب علم، شیخ الشفیر مولانا احمد علی لاہوری کے تلمیذ خاص، چار سہ کے معروف عالم دین، مدرسہ تعلیم القرآن کے صدر مدرس حضرت مولانا قاضی فضل منان طویل علالت کے بعد بروز بدھ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۵ء کو عصر کے وقت اس دارقانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایسے علماء کا دنیا سے اٹھ جانا خیر و برکت سے حرمان کا سبب ہوتا ہے۔ تاہم بجز رضا مولیٰ اور کوئی چارہ نہیں ان للہ ما اخذ وما اتی فلنصبر والنحنسب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور خانوادہ حقانی کیساتھ آپکی محبت اور چاہت کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ تقسیم ہند سے قبل قاضی صاحب نے مرکز علم دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب کی صحبت سے حظ وافر پایا، آپکی مختصر سوانح حیات یوں ہے:

۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کو عمرزئی میں قاضی عبدالحق کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپکے والد علاقہ بھر کے فقہ حنفی کے معتبر علماء میں شمار ہوتے تھے جنہیں فقہ کی جملہ کتب ازبر یاد تھیں اور زبانی طلباء کو پڑھاتے تھے۔ چنگے ملازمہ میں مولوی نورالحق تنگی، مولوی فضل رازق تنگی اور عمرزئی کے معروف عالم منطقی ملا صاحب شامل ہیں۔ یاد رہے کہ مؤخر الذکر عالم دین منطقی ملا صاحب وہ شخصیت ہے جن سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے بدیع المیزان کتاب پڑھی تھی۔ قاضی صاحب کے دادا قاضی غلام محمد معروف عالم دین فقیہ اور قاضی القضاۃ تھے۔ جو خواجہ نجم الدین المعروف ہڈہ ملا صاحب کے ہم سبق اور غوث زماں سوات بابا جی حافظ عبدالغفور صاحب کے خلیفہ مازون تھے جنہوں نے آپ کو اس علاقہ کا قاضی مقرر کیا۔ ان کی علمی شہرت اطراف و اکناف میں پھیلی ہوئی تھی۔ ۱۳۳۷ھ میں ۱۱۰ برس کی عمر میں انتقال پائی۔ قاضی فضل منان نے ۱۹۴۲ء کو مڈل پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند کا رخ اختیار فرمایا۔ ۲۳ شوال ۱۳۶۲ھ کو داخلہ لے کر چار سال تک وہی پر کسب فیض پایا۔ اس دوران جس علماء سے استفادہ کیا ان میں مولانا معراج الحق سابقہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد شریف کشمیری (سابقہ شیخ الحدیث خیر المدارس) اور مولانا عبدالحق دیوبندی (مہتمم دارالعلوم عید گاہ کبیر والا) کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب شامل تھے۔ جن سے آپ نے وہاں مختصر المعانی پڑھی۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان کے طلباء کا دیوبند جانا مشکل بلکہ ناممکن ہو چلا تو مولانا قاضی فضل منان، انکے بھائی مولانا قاضی فضل دیان، مولانا حبیب اللہ آف تنگی اور گرد و نواح کے دیگر طلباء کرام اپنے

مشفق استاد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ہاں اکوڑہ خٹک میں جمع ہوئے اور ان کو مدرسہ بنانے پر مجبور کیا، تاہم انہوں نے پڑھانا تو شروع کیا لیکن مدرسہ کا نام دینے پر راضی نہ ہوئے اور کہا کہ عارضی درس ہونگے جب راستے کھل جائیں گے تو دیوبند ہی اصل منبع و مستقر ہوگا۔ اس دوران کسی نے اس مسجد (ککے زئی) جس میں آپ درس دیتے تھے اس کی شہتیر پر دارالعلوم حقانی لکھ دیا۔ آگے چل کر اس کی تصحیح دارالعلوم حقانیہ سے کی گئی اور اس طرح نہ چاہتے ہوئے بھی مدرسہ کی داغ بیل پڑ گئی۔ گویا حقانیہ کی تائیس میں ارادے سے زیادہ بکوئی امر کار فرما رہا۔ دارالعلوم حقانیہ میں چار برس پڑھنے کے بعد ۱۹۵۱ء کو فراغت پائی۔ فراغت سے متصل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں بغرض دورہ تفسیر قاسم العلوم شیرانوالہ پہنچے چار ماہ تک تفسیر میں ان سے فیض پا کر اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کیں۔ پھر طب و حکمت کے حصول کیلئے طیبہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور حاذق الحکماء کی سند پائی۔ ۱۹۵۳ء کے تحریک ختم نبوت کے دوران کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء کیساتھ مظاہروں میں برابر شرکت کرتے رہے۔ جسکے دوران آنسو گیس سے آنکھیں کافی متاثر بھی ہوئیں۔ ۱۹۵۶ء میں اپنے گاؤں میں مولانا قاضی عبدالباری جان، مولانا قاضی فضل دیان کے ساتھ مل کر مدرسہ تعلیم القرآن قائم فرمایا۔ جہاں آپ صدر مدرس کے عہدے پر تقریباً ۳۰ برس تک تعینات رہے۔ مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، مقامات اور ترجمہ قرآن طویل عرصے تک پڑھاتے رہے۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ التفسیر والحدیث کے عہدے پر متمکن ہوئے۔ تو قاضی صاحب دوبارہ علمی پیاس بجھانے کیلئے وہاں پہنچے اور ۶۳-۱۹۶۳ء میں دو برس تک تفسیر اور حدیث میں تخصص کے اسناد حاصل کئے۔ ”علامہ افغانی نے انکے سند پر لکھا کہ یہ میرے نزدیک قوی، روشن، زکی حفظ کے مالک ہیں اور تحریر و تقریر میں بھی ملکہ رکھتے ہیں۔ سرعت فہم اور سمجھانے میں عمدہ ہیں اور احادیث کے علوم میں قوی مہارت رکھتے ہیں۔“ تصوف و سلوک میں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ میں اپنے والد قاضی عبدالخالق سے استفادہ کیا قاضی عبدالخالق اپنے والد کے علاوہ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی کے بھی خلیفہ تھے جبکہ سلسلہ چشتیہ میں حکیم الامت کے خلیفہ، جامعہ اشرفیہ کے بانی مہتمم مولانا مفتی محمد حسن سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں چند ماہ تک سنت یوسفی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے پابند سلاسل بھی رہے۔ آپ کا نماز جنازہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے وفات کے اگلے روز ۱۸ دسمبر کو عمر زئی میں پڑھایا جس میں علاقہ بھر کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تعزیتی خطاب کے دوران فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب اور انکے ساتھی ہی دارالعلوم کے قیام کا سبب بنے۔ یہی دارالعلوم کے ابتدائی طلباء تھے۔ جو قاضی صاحب کیلئے بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ کے پسماندہ گان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں جن میں بڑے بیٹے مولانا قاضی محمد طیب حقانی دارالعلوم کے فاضل ہیں۔ جنازہ سے قبل شیوخ علماء کرام نے ان کی دستار بندی کی۔ انکے علاوہ قاضی محمد قاسم، قاضی محمد طاہر اور قاضی محمد عاصم ہیں۔